ہمارے امیر محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب باوجود بیماری اور تکلیف کے بفضلہ تعالیٰ جماعتی کاموں میں مصروف ہیں۔ الحمد للہ۔ ۲۴ جولائی بروز اتوار آپ زیر تعمیر مسجد بیت الرحمٰن کے معائنہ کیلئے تشریف لے گئے اس موقعہ پر لیا گیا گروپ فوٹو۔ پیچھے مسجد کی خوبصورت عمارت نظر آرہی ہے۔ احباب جماعت سے محترم امیر صاحب کی کامل صحت اور درازی عمر کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published by **The Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.**
2141 Leroy Place, N.W., Washington DC 20008 Ph (202) 232—3737
Printed at the Fazl-i-Umar Press and distributed from Athens, OH 45701

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P. O. Box 226
CHAUNCEY, OH 45719

NON PROFIT ORG
U. S. POSTAGE
P A I D
CHAUNCEY, OHIO
PERMIT # 1

اطفال اور ناصرات کا ہیوسٹن میں تربیتی کیمپ ـ اطفال و ناصرات مع اساتذہ
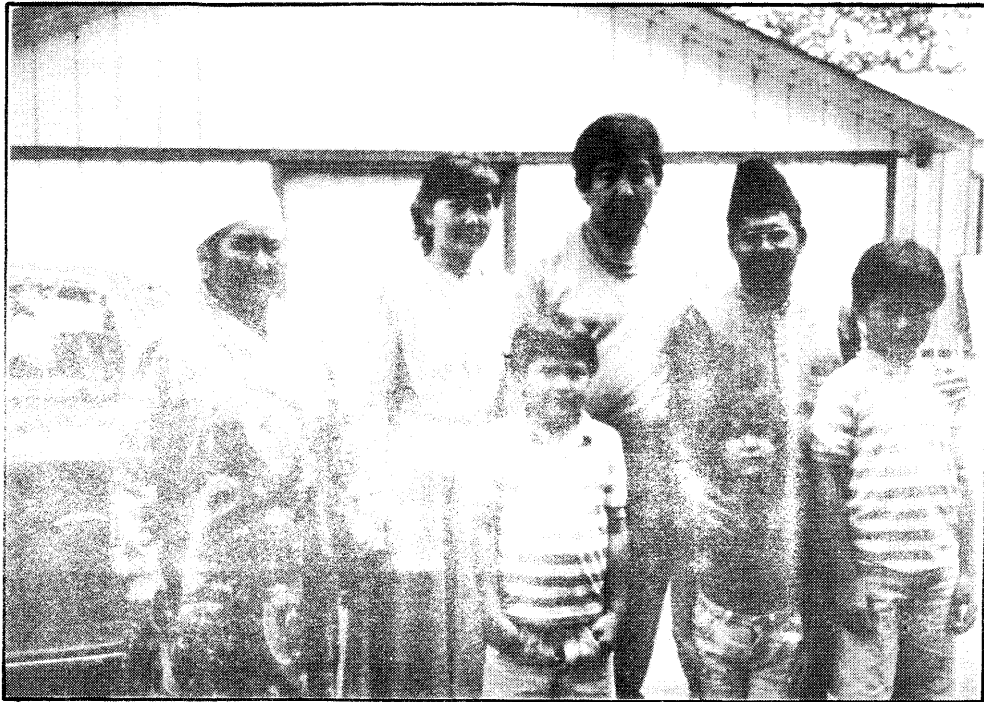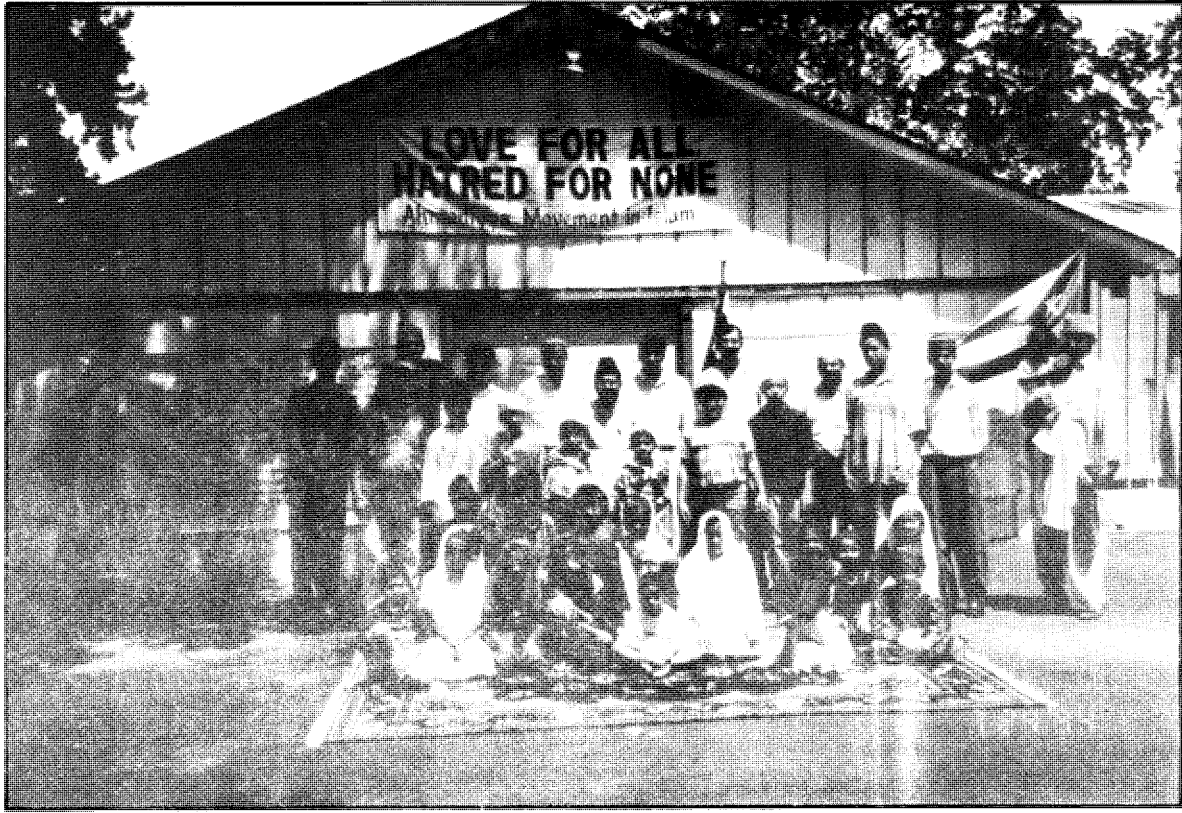
ایک رشین فیملی احمدیہ مشن ہیوسٹن میں مکرم مولانا سیّد شمشاد احمد ناصر کے ہمراہ

القرآن الحکیم

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۱﴾

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۲﴾

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۚ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا ۢ بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ۚ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾

(سورۃ النحل 16 : 91 - 93)

اللہ یقیناً عدل کا اور احسان کا اور (غیر رشتہ داروں کو بھی) قرابت (والے شخص) کی طرح (جاننے اور اسی طرح مدد) دینے کا حکم دیتا ہے اور (ہر ایک قسم کی) بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے روکتا ہے وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ۔

اور (چاہیئے کہ) اللہ کے (ساتھ کیے ہوئے اپنے) عہد کو جب تم نے (اس سے کوئی) عہد کیا ہو پورا کرو اور قسموں کو انھیں پختہ کرنے کے بعد جبکہ تم نے اللہ کو (اس کی قسم کھا کر) اپنا ضامن بنالیا ہے مت توڑو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے یقیناً جانتا ہے۔

اور اس عورت کی طرح مت بنو جس نے اپنے کاتے ہوئے سوت کو اس کے مضبوط ہو جانے کے بعد کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا اسی طرح کہ تم اپنی قسموں کو فریب کے ذریعہ آپس میں رسوخ بڑھانے کا ذریعہ بنالو۔ اس خوف سے کہ کوئی قوم کسی دوسری قوم کے مقابلہ میں زیادہ طاقت ور نہ ہو جائے اللہ تو صرف اس وقت تم کو ان (احکام) کے ذریعہ سے آزما رہا ہے اور قیامت کے دن تم پر ان امور کی ساری حقیقت ضرور کھول دیگا جن میں تم اختلاف رکھتے تھے

—— عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ : مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهٗ۔

(بخاری - کتاب الرقاق - باب التواضع)

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک دفعہ فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں ۔ میرا بندہ میرا جتنا قرب اس چیز سے ، جو مجھے پسند ہے اور میں نے اس پر فرض کر دی ہے ، حاصل کر سکتا ہے اتنا کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتا اور نوافل کے ذریعہ سے میرا بندہ میرے قریب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور جب میں اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں ، جن سے وہ سنتا ہے ، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے ، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے ، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے ۔ یعنی میں ہی اس کا کارساز ہوتا ہوں اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ چاہتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں ۔

ایڈیٹر : ظفر احمد سرور
نائبین : سیّد عندم احمد فرخ
میاں محمد اسماعیل وسیم
عبد الشکور احمد

اگست ۱۹۹۴ء
ظہور ۱۳۷۳ ھش
صفر - ربیع الاوّل ۱۴۱۵

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کوئی زمین و آسمان کسی اور کا نہیں ہے جہاں تم کو پناہ مل جاوے

اس واسطے یہ بہت ضروری امر ہے کہ انسان گناہ کرنے پر دلیر نہ ہو

"گناہ کیا چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خلافِ مرضی کرنا اور ان ہدایتوں کو جو اس نے اپنے پیغمبروں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دی ہیں، توڑنا۔ اور دلیری سے ان ہدایتوں کی مخالفت کرنا یہ گناہ ہے۔ جبکہ ایک بندہ کو خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کا علم دیا جاوے اور اس کو سمجھا دیا جاوے۔ پھر اگر وہ ان ہدایتوں کو توڑتا اور شوخی اور شرارت سے گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوتا ہے اور اس کی ناراضگی کا یہی نتیجہ نہیں ہوتا کہ وہ مرنے کے بعد دوزخ میں پڑے گا بلکہ اسی دنیا میں بھی اس کو طرح طرح کے عذاب آتے اور ذلت اٹھانی پڑتی ہے۔ دنیاوی حکام کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ایک قانون مشتہر کر دیتے ہیں اور پھر اگر کوئی ان کے احکام کو توڑتا اور خلاف ورزی کرتا ہے تو پکڑا جاتا اور سزا پاتا ہے۔ لیکن دنیوی حکام کے عذاب سے اور ان کے قوانین و احکام کی خلاف ورزی کی سزا سے آدمی کسی دوسری عملداری میں بھاگ جانے سے بچ بھی سکتا ہے اور اس طرح پیچھا چھڑا سکتا ہے۔ مثلاً اگر انگریزی عملداری میں کوئی خلاف ورزی کی ہے تو وہ فرانس یا کابل کی عملداری میں بھاگ جانے سے بچ سکتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے احکام و ہدایات کی خلاف ورزی کر کے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے؟ کیونکہ یہ زمین و آسمان جو نظر آتا ہے یہ تو اسی کا ہے۔ کوئی زمین و آسمان کسی اور کا کہیں نہیں ہے جہاں تم کو پناہ مل جاوے۔ اس واسطے یہ بہت ضروری امر ہے کہ انسان ہمیشہ خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اس کی ہدایتوں کے توڑنے یا گناہ کرنے پر دلیر نہ ہو کیونکہ گناہ بہت بری شئے ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اور گناہ پر دلیری کرتا ہے تو پھر عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ اس جرأت و دلیری پر خدا تعالیٰ کا غضب آتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔" (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۳۹۲-۳۹۳)

"ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ ایک موت اختیار کرے۔ نفسانی امور اور نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالیٰ کو سب شئے پر مقدم رکھے۔ بہت سی ریاکاریوں اور بیہودہ باتوں سے انسان تباہ ہو جاتا ہے۔ پوچھا جاوے تو لوگ کہتے ہیں برادری کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا۔ ایک حرام خور کہتا ہے کہ بغیر حرام خوری کے گذارہ نہیں ہو سکتا۔ جب ہر ایک حرام گذارہ کے لئے انہوں نے حلال کر لیا تو پوچھو کہ خدا کیا رہا؟ اور تم نے خدا کے واسطے کیا کیا؟ ان سب باتوں کو چھوڑنا موت ہے۔ جو بیعت کر کے اس موت کو اختیار نہیں کرتا تو پھر یہ شکایت نہ کرے کہ مجھے بیعت سے فائدہ نہیں ہوا۔ جب ایک انسان ایک طبیب کے پاس جاتا ہے تو جو پرہیز وہ بتلاتا ہے اگر اسے نہیں کرتا تو کب شفا پا سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ کرے گا تو یوماً فیوماً ترقی کرے گا۔ یہی اصول یہاں بھی ہے۔" (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۱۷۷-۱۷۸)

"چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔" (کشتی نوح صفحہ ۱۲)

اللہ تعالیٰ کو اپنا بناؤ

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"میں اپنے یقین اور تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ اللہ کو اپنا بناؤ۔ جب وہ ہمارا ہو جائے گا تو سب ہمارا ہی ہے اور وہ تقویٰ اور صرف تقویٰ سے اپنا بنتا ہے۔ اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تمہارا ہو جائے تو تم تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ ایسی دولت ہے کہ اس سے بڑی بڑی مرادیں حاصل ہوتی ہیں ہر شخص کی فطرت میں ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کے ساتھ ہو اور وہ عظیم الشان ہو اس سے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ متقی سے آپ محبت کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا .... جو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جائے اسے کسی اور کی حاجت کیا!!!۔ پھر ہر شخص کو ضرورت ہے کہ اسے رزق ملے۔ اور وہ کھانے پینے، دوا و علاج اور تیمار دار اور غرض بہت ہی ضروریات کا محتاج ہے مگر اللہ تعالےٰ متقی کو بشارت دیتا ہے... متقی کو اس طریق پر رزق ملتا ہے جو اسے وہم و گمان ہی نہیں ہوتا۔ پھر انسان مشکلات میں پھنستا ہے اور ان سے نجات اور رہائی چاہتا ہے۔ متقی کو ایسی مشکلات سے وہ آپ نجات دیتا ہے۔ یہ متقی کی شان ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ متقی کو آپ پڑھا دیتا ہے اگرچہ ہمارے دوست ان معنوں کو پسند نہیں کرتے مگر میں نے غور کیا ہے تو یہ بالکل درست ہے ... پھر ہر قسم کے دُکھوں کو سُکھوں سے تقویٰ ہی بدل دیتا ہے .... پھر جب متقی انسان ان ثمرات کو پاتا ہے تو میرے دوستو! سب کو تقویٰ اختیار کرنا چاہیئے۔ رزق کے لئے تنگی سے نجات کے لئے تقویٰ کرو۔ سکھ کی ضرورت ہے تقویٰ کرو۔ محبت چاہتے ہو تقویٰ کرو۔ سچا علم چاہتے ہو تقویٰ کرو۔ مَیں پھر کہتا ہوں۔ تقویٰ کرو۔ تقویٰ سے خدا کی محبت ملتی ہے وہ اللہ کا محبوب بنا دیتا ہے۔ دُکھوں سے نکال کر سُکھوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ علوم صحیحہ اس کے ذریعہ ملتے ہیں۔
مَیں نے اس بیماری میں بڑے بڑے تجربے کئے ہیں اور ان سب تجربوں کے بعد کہتا ہوں۔ اللہ کے ہو جاؤ۔ اللہ کے سوا کوئی کسی کا نہیں۔" (خطبہ جمعہ ۱۹ مئی ۱۹۱۱ء)

تم ہمیشہ اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھو

ارشاد سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافت حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اونچا کرے اور اُس جہان میں بھی اُونچا کرے۔ تا مرگ اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو اور میری اولاد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کو بھی ان کے خاندان کے عہد یاد دلاتے رہو۔ احمدیت کے مبلغ اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوں اور اس دنیا میں خدائے قدوس کے کارندے بنیں"۔ (الفضل ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء)۔

"میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم ہمیشہ اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھو۔ اور خلافت کے قیام کے لئے قربانیاں کرتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خلافت تم میں ہمیشہ قائم رہے گی۔ خلافت تمہارے ہاتھ میں خدا نے دی ہی اسی لئے ہے تا وہ کہہ سکے کہ مَیں نے اسے تمہارے ہاتھ میں دیا تھا، اگر تم چاہتے تو یہ چیز تم میں قائم رہتی۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو اسے الہامی طور پر بھی قائم کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس نے یہ کہا کہ اگر تم خلافت کو قائم رکھنا چاہو گے تو میں بھی اسے قائم رکھوں گا۔ گویا اس نے تمہارے منہ سے کہلوانا ہے کہ تم خلافت چاہتے ہو یا نہیں چاہتے۔ اب اگر تم اپنا منہ بند کر لو یا خلافت کے انتخاب میں اہلیت مدنظر نہ رکھو تو تم اس نعمت کو کھو بیٹھو گے۔ پس مسلمانوں کی تباہی کے اسباب پر غور کرو اور اپنے آپ کو موت کا شکار ہونے سے بچاؤ۔ تمہاری عقلیں تیز ہونی چاہئیں اور تمہارے حوصلے بلند ہونے چاہئیں"۔ (تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ سوم صفحہ ۱۲)

خلافت احمدیہ کو دنیوی اقتدار اور سیاست سے نہ کوئی واسطہ ہے نہ دلچسپی

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

"اصل بات یہ ہے کہ مذہب کا تعلق دل سے ہے اور اس کے لئے دلائل اور معجزات کی ضرورت ہے اور پھر اس امر کی ضرورت ہے کہ دُعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کو جذب کیا جائے تاکہ لوگوں کے دل بدلیں اور وہ دلائل اور معجزات کا اثر قبول کر کے اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں۔ دلائل و معجزات کی اس جنگ میں فتح یاب ہونے کے لئے اُسی قسم کی تربیت کی ضرورت ہے جس قسم کی تربیت صحابہ کرام رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حاصل کی تھی یا اِس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب نے حاصل کی جس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ میں نشانات دکھانے والے ہزاروں کی تعداد میں پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آئندہ نسلوں کی اس رنگ کی تربیت کرنے کے لئے کہ ان کے ذریعہ نشاناتِ الٰہیہ کا سلسلہ جاری رہے اور اسلام دُنیا میں غالب آتا چلا جائے جماعت احمدیہ میں خلافت کے نظام کو قائم فرمایا ہے۔ دنیا میں اُمتِ واحدہ خلافت کے ذریعہ ہی قائم ہو سکتی ہے اور اسی کے ذریعہ اس کے قیام کے سامان ہوتے چلے آرہے ہیں۔ خلافت احمدیہ کو دنیوی اقتدار، سیاست اور بادشاہت سے نہ کوئی واسطہ ہے نہ دلچسپی اور نہ کبھی یہ اس میں دلچسپی لے گی۔ یہ ایک خالصتہً روحانی نظام ہے اور اس کا مقصد دلائل و براہین آسمانی نشانوں اور دُعاؤں کے ذریعہ تمام بنی نوعِ انسان کو اُمتِ واحدہ بنانا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۸۰ء بمقام ٹورنٹو، کینیڈا۔ بحوالہ دورۂ مغرب صفحہ ۴۴۳)

دُعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنی اصطلاح کے مطابق ہمیں جو سیادت عطا کی ہے اُسے وہ ہمیشہ قائم و دائم رکھے

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"خلافتِ احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے ایک خلیفۂ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں جماعت کا جتنا تقویٰ منَ حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی۔ خلیفۂ وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی سیادت اور قیادت جماعت کو نصیب ہوگی۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں۔"

"ہمیں یہ بھی دُعا کرتے رہنا چاہیئے کہ یہ سعادت جو اللہ تعالیٰ نے آج کے زمانہ میں ہمیں نصیب فرمائی کہ ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نمائندگی کر رہے ہیں ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نظر میں زندہ رکھنے کے لائق ہیں اور ہمارے مقابل پر کوئی عددی اکثریت کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی ہم اپنی اس حیثیت کو نہ بھولیں کہ یہ سرداری دراصل خدمت کے لئے عطا ہوئی ہے۔ بنی نوع انسان کی بہبود کی خاطر عطا ہوئی ہے ان پر راج کرنے کے لئے نہیں ہاں دلوں پر راج کرنے کے لئے ہے۔ دلوں کو فتح کرنے کے لئے ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین رنگ میں اس اصطلاح میں، جس اصطلاح میں قرآن باتیں کرتا ہے ہمیں سیادت عطا فرمائے اور ہمیشہ یہ سیادت قائم اور دائم رکھے۔"

(الفضل ۵ جولائی ۱۹۸۲ء صفحہ ۲-۳)

❋❋

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد - مؤرخ احمدیت

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ
اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان ۷۵)

الٰہی تیز ہوں ان کی نگاہیں
نظر آئیں سبھی تقویٰ کی راہیں
بڑھیں اور ساتھ دنیا کو بڑھائیں
پڑھیں اور ایک عالم کو پڑھائیں
یہ قصرِ احمدی کے پاسباں ہوں
یہ ہر میداں کے یارب پہلواں ہوں

تحریکِ وقفِ نو کی منفرد خصوصیات

ہمارے نبی، نبیوں کے شہنشاہ، محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بین الآفاقی نبی ہیں اور آپؐ کی شریعت عالمگیر شریعت ہے۔ اس کامل اور دائمی شریعت کی تمکنت اور شوکت ہمیشہ **خلفاء کی آسمانی تحریکات سے وابستہ رہی ہے**، کیونکہ زبان گو خلفاء کی ہوتی ہے مگر بلا واعرش کے خدا کا ہوتا ہے۔ جو ان کی سنتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے اور اسی پر برکتوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ وقفِ نو کی نہایت درجہ مبارک اور تاریخی تحریک کو یہ منفرد خصوصیت حاصل ہے کہ ایک تو یہ کہ اس کی برکت سے معجزانہ طور پر احمدی والدین کو کثرت سے نرینہ اولاد کے نشان عطا ہوئے، دوسرے یہ کہ یہ تحریک **خدا کے ایک موعود** خلیفۂ راشد کی ایک موعود تحریک ہے۔ یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ اسلامی لٹریچر میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ مہدی موعود کے فرزندوں میں سے ایک کا نام **طاہر** بھی ہوگا (ملاحظہ ہو کتاب النجم الثاقب صہ ۴۱۲۔ مولفہ "ثقۃ اسلام" مرحوم حاج میرزا حسین طبری نوری۔ ناشر انتشاراتِ علمیہ اسلامیہ مطبوعہ ایران)۔ علاوہ ازیں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء کو ہوشیار پور کے ایک عظیم الشان جلسہ میں یہ انکشاف فرمایا:

خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک زمانہ میں خود مجھ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا اور میں پھر کسی شرک کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آؤں گا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ میری روح ایک زمانہ میں کسی اور شخص پر جو میرے جیسی طاقتیں رکھتا ہوگا نازل ہوگی اور وہ میرے نقشِ قدم پر چل کر دنیا کی اصلاح کرے گا۔"

(الفضل ۱۹ فروری ۱۹۶۵ء صہ ۱ کالم ۴)

حضورؓ نے اس عظیم انکشاف سے بھی ۲۹ سال پہلے ۱۹۱۵ء کے سالانہ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے یہ بتایا:

"ہماری جماعت کی ترقی کا زمانہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت قریب آگیا ہے اور وہ دن دُور نہیں جبکہ افواج در افواج لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں گے مختلف ملکوں سے جماعتوں کی جماعتیں داخل ہوں گی اور وہ زمانہ آتا ہے کہ گاؤں کے گاؤں اور شہر کے شہر احمدی ہوں گے ... دیکھو میں آدمی ہوں اور جو میرے بعد ہوگا وہ بھی آدمی ہی ہوگا جس کے زمانہ میں فتوحات ہوں گی۔ وہ اکیلا سب کو نہیں سکھا سکے گا۔ تم ہی لوگ ان کے معلم بنو گے۔ پس اس وقت تم خود سیکھو تا ان کو سکھا سکو۔ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ دنیا کے لئے پروفیسر بنا دئے جاؤ۔ اس لئے تمہارے لئے ضروری ہے اور بہت ضروری ہے کہ تم خود پڑھو تا آنے والوں کے لئے استاد بن سکو۔"

(انوارِ خلافت، تقریر دسمبر ۱۹۱۵ء صہ ۱۹-۱۸/۱۳)

وقفِ نو کی انقلاب انگیز تحریک جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے القائے ربّانی کے تحت ۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو جاری فرمائی۔ دراصل حضرت مصلح موعودؓ کی ۱۹۱۵ء کی آواز کی بازگشت ہے۔ دونوں تحریکوں کا سرچشمہ اور منبع ایک ہی ہے یعنی ربّ ذوالجلال۔ پہلی تحریک اگر آغاز ہے تو دوسری

اس کے تسلسل کی ارتقائی کڑی۔ چنانچہ ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے وقفِ نو کی مبارک تحریک کا اعلان کرتے اور اس کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"میں نے یہ سوچا کہ ساری جماعت کو میں اس بات پر آمادہ کروں کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے جہاں ہم رُوحانی اولاد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، دعوت الی اللہ کے ذریعہ، وہاں اپنے آئندہ ہونے والے بچوں کو خدا کی راہ میں ابھی سے وقف کر دیں اور یہ دعا مانگیں کہ اے خدا ہمیں ایک بیٹا دے لیکن اگر تیرے نزدیک بیٹی ہی ہونا مقدر ہے تو ہماری بیٹی ہی تیرے حضور پیش ہے۔ مَا فِی بَطْنِی جو کچھ بھی میرے بطن میں ہے، یہ مائیں دعائیں کریں اور والد بھی ابراہیمی دعائیں کریں کہ اے خدا! ہمارے بچوں کو اپنے لئے چُن لے، ان کو اپنے لئے خاص کر لے، تیرے ہو کر رہ جائیں اور آئندہ صدی میں ایک عظیم الشان واقفین بچوں کی فوج ساری دنیا سے اس طرح داخل ہو رہی ہو کہ وہ دنیا سے آزاد ہو رہی ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے غلام بن کر اس صدی میں داخل ہو رہی ہو، چھوٹے چھوٹے بچے ہم خدا کے حضور تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہوں اور اس وقف کی شدید ضرورت ہے۔ آئندہ سو سالوں میں جس کثرت سے اسلام نے ہر جگہ پھیلنا ہے وہاں لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے غلام ہوں۔ واقفین زندگی چاہئیں، کثرت کے ساتھ اور ہر طبقۂ زندگی سے واقفین زندگی چاہئیں ہر ملک سے واقفین زندگی چاہئیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ر اپریل ۱۹۸۷ء مسجد فضل، لندن)

مخلصین جماعت کا والہانہ لبیک

اس تحریک پر دنیا بھر کے مخلصین احمدیت نے جس والہانہ رنگ میں لبیک کہا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ خدا کے فضل سے واقفین بچوں کی ننھی منی روحانی فوج کی تعداد گیارہ ہزار چار سو چھپن تک پہنچ چکی ہے۔ دنیا کی مذہبی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے جب کہ بین الاقوامی سطح پر بچوں کی دینی تربیت کا ایک حیرت انگیز آسمانی نظام قائم ہوا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خداداد فراست و ذہانت سے بچوں کی نفسیات کا گہرا مطالعہ کیا اور ان کی تعلیم و تربیت کے سنہری اصول مقرر فرمائے اور احمدی والدین کو خصوصاً اور جماعت احمدیہ کے سب افراد کو عموماً مستقبل کے تقاضوں کے مطابق ان کی ذمہ داریوں کی طرف نہایت دلنشیں مؤثر اور وجد آفرین رنگ میں توجہ دلائی جو قیامت تک کے لئے مشعل راہ ہے۔

چوبیس ذمہ داریاں یا مطالبات

حضور انور نے جن ذمہ داریوں یا فرائض کی نشاندہی فرمائی ہے ان کا خلاصہ یہ ہے۔

○ والدین اپنے کردار میں پاکیزہ تبدیلی پیدا کریں، ○ واقف نو بچوں کے معیار زندگی کو دوسروں سے کم نہ ہونے دیں۔ ○ اپنی گفتگو میں محتاط ہو جائیں۔ ○ خود بھی دعائیں کریں اور بچوں کو بھی اس کی عادت ڈالیں۔ ○ آئندہ صدی کی عظیم قیادت سنبھالنے کے لئے ضروری ہے کہ صداقت ان کا حسن اور تقویٰ ان کا لباس ہو ○ وہ قانع ہوں ○ ان کے مزاج میں شگفتگی ہو۔ ○ دیانت اور وفا کے پُتلے ہوں۔ ○ نظام جماعت کی اطاعت ان کی گھٹی میں داخل ہو۔ ○ ذیلی تنظیموں سے ہر مرحلہ پر وابستہ رہیں۔ ○ علم و ادب کے بیش قیمت موتی بکھیرنے والے ہوں نہ کہ لغو کہانیوں کے سنگریزے اکھٹے کرنے والے۔ ○ وہ اسلامی تہذیب کے گلشن سے اخلاق حسنہ کے پھول چُنیں نہ کہ جھوٹ اور بد دیانتی کے زہر آلود کانٹے۔ ○ وہ تحمل اور بردباری کا چلتا پھرتا نمونہ بنیں۔ ○ وہ سخت جان، جفاکش اور محنتی ہوں اور آرام طلبی سے کوسوں دور۔ ان کی بدنی صحت کا خاص خیال رکھا جائے۔ ○ خدا کے پاک کلام قرآن مجید کی تعلیم اور تلاوت ان کی زندگی کا معمول اور روح بن جائے۔ ○ سلسلہ احمدیہ کے مرکزی اخبارات اور رسائل کو ہمیشہ زیر مطالعہ رکھیں اور جنرل نالج کو بڑھاتے رہیں۔ ○ ٹائپ سیکھیں ○ اکاؤنٹنسی (حساب و کتاب) کی ٹریننگ لیں۔ عربی اور اردو کے علاوہ مقامی زبانوں میں بھی مہارت حاصل کریں۔ ○ احمدی بچیاں تعلیمی خدمات بجالانے کے لئے بی۔ایڈ، ایم۔ایڈ اور دوسری اعلیٰ تعلیمی ڈگریاں حاصل کریں۔ ○ لیڈی ڈاکٹر بنیں ○ کمپیوٹر سپیشلسٹ ہوں۔ ○ خصوصاً چینی اور روسی زبانوں میں سب واقفین چوٹی کے ماہر بنیں کیونکہ ہمیں ان کی ضرورت پڑنے والی ہے۔

یہ چوبیس مطالبات ہیں جو میں نے اپنے الفاظ میں بیان کئے ہیں اور حضرت امام عالی مقام کے مندرجہ ذیل تاریخوں کے پانچ رُوح پرور اور پُر معارف خطبات جمعہ سے مستنبط ہوتے ہیں۔ خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ر اپریل ۱۹۸۷ء، ۱۰ر فروری ۱۹۸۹ء، ۱۷ر فروری ۱۹۸۹ء، ۸ر ستمبر ۱۹۸۹ء، یکم دسمبر ۱۹۸۹ء۔ یہ پانچوں خطبات حقائق و معارف کا بیش قیمت خزانہ ہیں اور ہم میں سے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ ان چوبیس مطالبات کی روح اور اور اس کی اہمیت و افادیت کا حقیقی علم حاصل کرنے کے لئے ان خطبوں کو بار بار پڑھے کیونکہ تحریک وقفِ نو کا اصل بنیادی ماخذ وہی ہیں اور ان کا لفظ لفظ روح القدس سے لبریز ہے

اور اپنے اندر جذب و کشش کی مقناطیسی طاقت رکھتا ہے اور زبردست تاثیرات کا حامل ہے۔ نمونۃً حضور کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے چند پُر اثر و جذب ارشادات ملاحظہ فرمائیے:

"ہر واقفِ زندگی بچہ جو وقفِ نو میں شامل ہے بچپن سے ہی اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہئے اور یہ نفرت اس کو گویا ماں کے دودھ میں ملنی چاہئے جس طرح RADIATION کسی چیز کے اندر سرایت کرتی ہے اسی طرح پرورش کرنے والی باپ کی باہنوں میں سچائی اس بچہ کے دل میں ڈوبنی چاہئے۔ ان بچوں کی خاطر ان کو اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ کرنی ہوگی اور پہلے سے کہیں زیادہ احتیاط کے ساتھ گھر میں گفتگو کا انداز اپنانا ہوگا اور احتیاط کرنی ہوگی کہ لغو باتوں کے طور پر یا مذاق کے طور پر بھی وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولیں گے کیونکہ یہ خدا کی مقدس امانت اب آپ کے گھر میں پل رہی ہے۔"

بچپن سے ایسے بچوں کے مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہئے۔ ترش رُوئی وقف کے ساتھ پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتی۔ ترش رُو واقفین زندگی ہمیشہ جماعت میں مسائل پیدا کیا کرتے ہیں اور بعض دفعہ خطرناک فتنے بھی پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ اس لئے خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی کی بات کو برداشت کرنا، یہ دونوں صفات واقفین بچوں میں بہت ضروری ہیں ... جو مزاح ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی زندگی میں کہیں کہیں نظر آتا ہے کیونکہ اکثر وہ مزاح کے واقعات اب محفوظ نہیں ہیں۔ اس میں پاکیزگی پائی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کی زندگی میں بھی مزاح نظر آتا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت میں بھی بڑا مزاح تھا لیکن اس مزاح کے ساتھ دونوں قسم کی پاکیزگی تھی۔"

"ابتدا ہی سے ایسے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کی طرف سنجیدگی سے متوجہ کرنا چاہئے اور اس سلسلہ میں انشاءاللہ یقیناً نظام جماعت بھی ضرور کچھ پروگرام بنائے گا۔ ایسی صورت میں والدین نظام جماعت سے رابطہ رکھیں اور جب بچے اس عمر میں پہنچیں کہ جہاں وہ قرآن کریم اور دینی باتیں پڑھنے کے لائق ہوسکیں تو اپنے علاقے کے نظام سے یا براہ راست مرکز کو لکھ کر ان سے معلوم کریں کہ اب ہم کس طرح ان کو اعلیٰ درجہ کی قرآن خوانی سکھا سکتے ہیں اور پھر قرآن کے مطالب سکھا سکتے ہیں۔ کیونکہ قاری دو قسم کے ہوا کرتے ہیں، ایک تو وہ جو اچھی تلاوت کرتے ہیں اور ان کی آواز میں کشش پائی جاتی ہے اور تجوید کے لحاظ سے وہ درست ادائیگی کرتے ہیں لیکن محض پرکشش آواز سے تلاوت میں جان نہیں پڑا کرتی، ایسے قاری اگر قرآن کریم کے معنی نہ جانتے ہوں تو وہ تلاوت کا بُت تو بنا دیتے ہیں تلاوت کے زندہ پیکر نہیں بنا سکتے۔ لیکن وہ قاری جو سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں اور تلاوت کے اس مضمون کے نتیجہ میں ان کے دل پگھل رہے ہوتے ہیں ان کے دل میں خدا کی محبت کے جذبات اٹھ رہے ہوتے ہیں ان کی تلاوت میں ایک ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے جو اصل روح ہے تلاوت کی۔"

"عام طور پر دینی علماء میں یہی کمزوری دکھائی دیتی ہے کہ دین کے علم کے لحاظ سے تو ان کا علم کافی وسیع اور گہرا بھی ہوتا ہے لیکن دین کے دائرہ سے باہر دیگر دنیا کے دائروں میں وہ بالکل لاعلم ہوتے ہیں۔ علم کی اس کمی نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا ہے، وہ وجوہات جو مذاہب کے زوال کا موجب بنتی ہیں ان میں سے یہ ایک بہت ہی اہم وجہ ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو اس سے سبق سیکھنا چاہئے اور علم کی وسیع بنیاد پر قائم دینی علم کو فروغ دینا چاہئے یعنی پہلے بنیاد عام دنیاوی علم کی وسیع ہو پھر اس پر دینی علم کا پیوند لگے تو بہت ہی خوبصورت اور بابرکت ایک شجرۂ طیبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ تو اس لحاظ سے بچپن سے ہی ان واقفین بچوں کو جنرل نالج بڑھانے کی طرف متوجہ کرنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

جماعت احمدیہ کو اگلی نسلوں کے کردار کی تعمیر میں اس اصول کو ہمیشہ یاد رکھنا ہوگا ورنہ وہ ہمیشہ دھوکے میں مبتلا رہیں گے اور اگلی نسلوں سے ان کا اختیار جاتا رہے گا۔ وہ ان کی باتیں نہیں مانیں گے خصوصاً واقفین نو بچوں پر بہت ہی گہری ذمہ داریاں ہیں۔ یہ پانچ ہزار یا زائد بچے جتنے بھی اس دور میں پیش ہوئے ہیں انہوں نے اگلی دنیا سنبھالنی ہے اگلی نسلوں کی تربیت کرنی ہے، نئے قوموں کے چیلنجوں کا سامنا کرنا ہے اور اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے بڑے بڑے مقابلے کرتے ہیں، بڑے بڑے معرکے سر کرنے ہیں .... اس لئے خدا کا خوف کرتے ہوئے، استغفار کرتے ہوئے اس مضمون کو

باقی صد ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں

اے سونے والو جاگو کہ وقتِ بہار ہے

انتخاب از درثمین

ہے شکر ربِّ عزّوجل خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اُس کا مِلا نشاں

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

جو دَور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیمِ عنایاتِ یار سے

جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اِس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

جو لوگ شک کی سردیوں سے تھرتھراتے ہیں
اِس آفتاب سے وہ عجب دھوپ پاتے ہیں

اے سونے والو جاگو، کہ وقتِ بہار ہے
اب دیکھو آکے دَر پہ ہمارے وہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں مِلا!
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اُس سے ہیں جُدا

جو خاک میں ملے اُسے مِلتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

اِسلام چیز کیا ہے؟ خُدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خُدا

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شائد اِسی سے دخل ہو دارالوصال میں

چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اِسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اِسی میں ہے

دیکھو خُدا نے ایک جہاں کو جُھکا دیا
گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا

جو کچھ مِری مُراد تھی سب کچھ دِکھا دیا
میں اِک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا

اک قطرہ اُس کے فضل نے دَریا بنا دیا
میں خاک تھا اُسی نے ثریّا بنا دیا

میں تھا غریب و بےکس و گمنام و بےہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر!

لوگوں کی اِس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

اَب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہُوا
اِک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہُوا

تمام گناہوں کی جڑ

محترم مولانا الحاج عطاء اللہ صاحب کلیم - مشنری انچارج جرمنی

اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کی تعریف میں انك لعلی خلق عظیم فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد ان الفاظ میں فرمایا :

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

کہ میری بعثت کا مقصد یہ ہے کہ اخلاق عالیہ کی تکمیل کروں - چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے جہاں آپ نے اپنے اسوۂ حسنہ اور نیک نمونہ سے اخلاق فاضلہ قوم میں پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی وہاں آپؐ نے ان بنیادی امور کی بھی نشاندہی کی جو انسان کو گناہوں کے اتھاہ سمندر میں دھکیل دیتے ہیں - علاوہ ازیں آپ نے اخلاق فاضلہ کے حصول کے لئے اور اخلاق فاسدہ سے بچاؤ کے لئے دعائیں بھی سکھائیں تا ان دعاؤں کے ذریعہ لوگ اللہ کی رحمت کو جوش میں لاکر اپنی پیدائش کے مقصد کو پورا کر سکیں۔ اخلاق حسنہ کے حصول کے لئے جب یہ دعا سکھلائی :

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّـةَ
وَالْاَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضٰی بِالْقَدْرِ

(مشکوٰۃ کتاب الدعوات)

یعنی اے اللہ میں تجھ سے صحت اور پاکدامنی اور امانت اور اخلاق حسنہ اور قضاء و قدر سے راضی رہنے کی التماس کرتا ہوں۔

تو ساتھ ہی اخلاق فاسدہ سے نجات کے لئے یہ دعا سکھائی :

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْکَرَاتِ الْاَخْلَاقِ
وَالْاَعْمَالِ وَالْاَھْوَاءِ۔ (مشکوٰۃ کتاب الدعوات)

یعنی اے اللہ میں تیری پناہ اور حفاظت چاہتا ہوں بُرے اخلاق، بُرے اعمال اور بُری خواہشات سے۔

لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ان دونوں دعاؤں کو باقاعدگی سے اللہ کے حضور التماس کرنے کی عادت بنالے - تاہم محض دعاؤں پر اکتفا کرنا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو پس پشت ڈالنے سے نہ ہم اخلاق فاسدہ سے نجات حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی اخلاق حسنہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔

قرآن کریم نے ہمیں ایک اصول بتا دیا ہے جو نہ صرف مادی امور میں ہماری راہنمائی کرتا ہے بلکہ رُوحانی امور میں بھی ہمیں کامیابیوں سے ہمکنار کرتا ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ○ وَاَنَّ سَعْیَهٗ
سَوْفَ یُرٰی ○ ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ○

(سورۃ النجم آیات ۴۰ - ۴۲)

یعنی انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور انسان اپنی کوشش کا نتیجہ ضرور دیکھ لے گا اور اس کو پوری جزا مل جائے گی۔

عنوان مضمون کے مطابق اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث درج کی جاتی ہے جس میں آپ نے تین امور کو تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا ہے :

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ ھُنَّ اَصْلُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ فَاتَّقُوْھُنَّ وَاحْذَرُوْھُنَّ اِیَّاکُمْ وَالْکِبْرَ فَاِنَّ اِبْلِیْسَ حَمَلَهُ الْکِبْرُ عَلٰی اَنْ لَّا یَسْجُدَ لِاٰدَمَ وَاِیَّاکُمْ وَالْحِرْصَ فَاِنَّ اٰدَمَ حَمَلَهُ الْحِرْصُ عَلٰی اَنْ اَکَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ وَاِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ ابْنَیْ اٰدَمَ اِنَّمَا قَتَلَ اَحَدُھُمَا صَاحِبَهٗ حَسَدًا۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین امور یا تین چیزیں وہ ہیں جو تمام گناہوں کی جڑ ہیں - پس ان تینوں سے بچو اور ان تینوں سے ہوشیار رہو۔

دیکھو تکبر سے بچو کیونکہ ابلیس کو تکبر ہی نے اس بات پر انگیخت کیا کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔

اور حرص سے بچو کیونکہ یہ حرص اور لالچ ہی تھا جس نے

آدم علیہ السلام کو درخت ممنوعہ کا پھل کھانے پر اکسایا۔
اور حسد سے بچو کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک کو حسد نے ہی اس بات پر آمادہ کیا کہ اس نے اپنے ساتھی کو قتل کر دیا۔

اس حدیث نبوی میں مذکورہ تین امور جن کو تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا گیا ہے ان کی وضاحت اور تشریح آیات قرآنی، احادیث نبوی اور تحریرات و ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے درج کی جاتی ہے۔

پہلا امر جس کو تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا گیا ہے وہ تکبّر ہے کیونکہ ابلیس نے تکبّر کی وجہ ہی سے حضرت آدم علیہ السلام کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔ چنانچہ قرآن کریم کی آیات اس حقیقت کو یوں واضح کرتی ہیں:

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ○ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ○ (الاعراف ۱۲-۱۳)

اور ہم نے تمہیں پہلے مبہم شکل میں پیدا کیا تھا جس کے بعد تم کو تمہارے مناسب حال صورتیں بخشی تھیں پھر ملائکہ سے کہا تھا کہ آدم کی اطاعت کرو، اس پر فرشتوں نے تو آدم کی اطاعت کی مگر ابلیس نے نہ کی وہ اطاعت گزاروں میں سے نہیں بنا۔ اس پر خدا نے اس سے کہا کہ میرے حکم کے باوجود تجھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں تو اس آدم سے بہتر ہوں۔ تو نے میری فطرت میں آگ رکھی ہے اور اس کی فطرت میں گیلی مٹی کی صفت رکھی ہے

اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
"یاد رکھو تکبّر شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے۔ جب تک انسان اس سے دور نہ ہو یہ قبول حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک ہو جاتا ہے کسی طرح سے بھی تکبّر نہیں کرنا چاہئے، نہ علم کے لحاظ سے، نہ دولت کے لحاظ سے، نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے۔ کیونکہ زیادہ تر انہی باتوں سے یہ تکبّر پیدا ہوتا ہے اور جب تک انسان ان گھمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک صاف نہ کرے گا اس وقت تک وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور وہ معرفت جو جذبات کے مواد ردّیہ کو جلا دیتی ہے اس کو عطا نہیں ہوتی کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے اس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ شیطان نے بھی تکبّر کیا تھا اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا اور کہہ دیا انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کے حضور سے مردود ہو گیا اور آدم لغزش پر (چونکہ اسے معرفت دی گئی تھی) اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خدا تعالیٰ کے فضل کا وارث ہوا۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد ۷ صہ ۲۷۵-۲۷۶)

اسی مضمون کو آپ اپنی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں یوں بیان فرماتے ہیں:
"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبّر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہانوں میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحّد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں۔ شیطان بھی موحّد ہونے کا دم مارتا تھا مگر چونکہ اس کے سر میں تکبّر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا جب اس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا اور طوق لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوا تکبّر ہی تھا۔"

(آئینہ کمالات اسلام صہ ۵۹۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان باتوں اور ان امور کو بھی تکبّر میں شامل فرمایا ہے جن کے متعلق عام انسان کبھی وہم بھی نہیں کر سکتا کہ یہ بھی تکبّر میں شمار کیا جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں:-
"...... وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبّر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبّر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبّر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبّر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے نہیں سننا چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبّر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبّر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبّر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبّر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبّر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبّر کا تم میں نہ ہو

تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت
نجات پاؤ۔"
(رُوحانی خزائن جلد ۱۸ صد ۴۰۲-۴۰۳، نزول المسیح ۲۶-۲۷)

پھر آپ کس درد بھرے دِل سے فرماتے ہیں :
"خدایا مجھے ایسے الفاظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام
کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت
سے ان کے زہر کو دور کر دیں۔ میری جان اس شوق
سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت
میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت
جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا
کہ وہ ہر یک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبّر سے
جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے دُور جا پڑیں گے،
اور اپنے ربّ سے ڈرتے رہیں گے۔"
(مجموعہ اشتہارات جلد اول صد ۴۴۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو تکبّر کو تمام شرارتوں کی جڑ قرار
دیا ہے اور تکبّر کی باریکیوں سے بھی اجتناب کی نصیحت فرمائی ہے تو
وہ بھی اپنے آقا اور مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
احادیث کی روشنی میں ہی فرمایا ہے کیونکہ حدیثِ نبویؐ ہے :

لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الکبر
یعنی جس شخص کے دِل میں ذرّہ بھر بھی تکبّر ہے وہ
جنّت میں داخل نہیں ہوگا۔" (مشکوٰۃ کتاب الآداب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اشعار میں بھی جماعت کو
یہی نصیحت فرمائی ہے :

اَے کرمِ خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرتِ ربِّ غیور کو
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولا اسی میں ہے
تقویٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے
عِفّت جو شرطِ دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

دوسرا امر جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام گناہوں کی
جڑ قرار دیا ہے وہ حرص اور لالچ ہے۔ اور حرص اور لالچ کی کوئی حد
نہیں جہاں یہ ختم ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسری
حدیث میں فرماتے ہیں :

لو کان لابن آدم وادیان من مال لابتغی ثالثاً
ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب
اللہ علی من تاب۔ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

یعنی اگر ابن آدم (انسان) کو دو وادیاں مال کی بھری
ہوئی بھی مل جائیں پھر بھی چاہے گا کہ تیسری وادی
مال کی بھری ہوئی مل جائے اور ابن آدم (انسان)
کا پیٹ صرف (قبر کی) مٹی بھرے گی۔ اور اللہ تعالیٰ
اس پر رجوع برحمت ہوتا ہے جو اس کے حضور
توبہ کرتا ہے۔

حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے راستے میں مالی قربانیوں سے دریغ
اور دعوت الی اللہ کے لئے وقت کی قربانی دینے میں کوتاہی کی وجہ
بھی مال کی حرص ہی ہوتی ہے کہ انسان کی ضروریات ختم ہونے
میں نہیں آتیں اور دنیاوی عیش و آرام کے حصول کے لئے
رات دن کوشاں رہتا ہے اور پھر جب یہ حرص بڑھتی ہے تو پھر
ایسا انسان اس بات کی بھی پرواہ نہیں کرتا کہ یہ مال حلال طریق
سے آرہا ہے یا حرام اور ناجائز طریق سے حاصل کیا جارہا ہے
اور اس طرح یہ مال کی حرص انسان کو متعدد گناہوں پر مجبور کر دیتی
ہے تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں

ما ذئبان جائعان ارسلا فی غنم بافسد لہا
من حرص المرء علی المال والشرف لدینہ
(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

یعنی دو بھوکے بھیڑیے جن کو بھیڑ بکریوں کے ریوڑ
میں چھوڑ دیا جائے اتنا خرابی اور فساد کا باعث نہیں
جتنا ایک شخص کا مال کی حرص کرنا اور اپنے آپ کو
بڑا سمجھنا اس کے دین کے لئے خرابی اور فساد کا
موجب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :
"جو شخص شرارت اور تکبّر اور خود پسندی اور غرور
اور دنیا پرستی اور لالچ اور بدکاری کی دوزخ سے
اسی جہان میں باہر نہیں آتا وہ اس جہان میں کبھی
باہر نہیں ہوگا۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اول صد ۴۴۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرص سے بچاؤ کے لئے دعا
بھی بتائی ہے :

اللھم انی اعوذبک من علم لا ینفع ومن قلب لا یخشع
ومن نفس لا تشبع ومن دعوۃ لا یستجاب لہا
(مسلم۔ مشکوٰۃ کتاب الدعوات)

یعنی اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس علم سے
جو نفع نہ دے اور اس دل سے جس میں خشوع نہ پیدا ہو
اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو
قبول نہ ہو۔

تیسرا امر جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام گناہوں کی
جڑ قرار دیا وہ حسد ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں کہ حسد سے بچو
کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک کو حسد نے
ہی اس بات پر آمادہ کیا کہ اس نے اپنے ساتھی کو قتل کر دیا
قرآن کریم کی یہ آیت اس واقعہ کو یوں بیان کرتی ہے :

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا
قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ

الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۚ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (المائدہ: ۲۸)

"اور تو (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں آدم کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر سنا (یعنی اس وقت کا واقعہ) جب کہ ان دونوں نے ایک قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی تو قبول کرلی گئی اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی۔ جس پر اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ میں تجھے ضرور قتل کردوں گا۔ اس نے کہا اللہ صرف متقیوں کی قربانی قبول کیا کرتا ہے ..."

اب دیکھیں کہ ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو صرف اس حسد کی وجہ سے قتل کردیا کہ میری قربانی قبول نہیں ہوئی اور اس کی ہوگئی ہے، اور بھائی نے کیا مومنانہ طریق اختیار کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تو متقیوں کی قربانی قبول کرتا ہے۔

عیدالاضحیٰ یا بڑی عید پر مسلمان بھیڑ، بکرے، بچھڑے گائے، دنبے یا اونٹ کی قربانی کرتے ہیں تو کیا ان قربانی کے جانوروں کا گوشت خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ سورۃ الحج میں بیان فرماتا ہے:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ (الحج: ۲۸)

یعنی یاد رکھو کہ ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تک نہیں پہنچتے لیکن تمہارے دل کا تقویٰ اللہ تعالیٰ کو پہنچتا ہے۔

عیدالاضحیٰ کی قربانیاں ہمیں یہ سبق دیتی ہیں کہ جس طرح جانور کی گردن ہماری چھری کے نیچے ہوتی ہے ہمیں اپنی گردنوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور خم کردینا چاہئے اور اپنے آپ کو قربانی کے جانور کی طرح فنا کردینا چاہئے۔ جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک شعر میں یوں بیان فرمایا ہے ؎

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

اور قربانی کے جانور کو ذبح کرنے سے سبق کیا لینا چاہئے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک پنجابی شعر میں یوں بیان فرمایا ہے ؎

بکری بھیڈ خدا دے رہ وچ کہنا ہے کی مشکل
جو ہین کہندے نفس دنی نوں اوہ سچی قربانی

تو تیسری چیز تمام گناہوں کی جڑ حسد کو بتایا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسد کی خطرناک بیماری کا ان الفاظ میں ذکر فرماتے ہیں:

اِيَّاكُمْ والحسد فان الحسد ياكل الحسنات كما تاكل النار الحطب۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ کتاب الادب)

یعنی حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھاجاتا ہے۔ ضائع کردیتا ہے جیسے کہ آگ ایندھن کو کھاجاتی ہے

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حسد انسان میں ایک بہت بُرا خلق ہے جو چاہتا ہے کہ ایک شخص سے ایک نعمت زائل ہو کر اس کو مل جائے۔ لیکن اصل کیفیت حسد کی صرف اس قدر ہے کہ انسان اپنے کسی کمال کے حصول میں یہ روا نہیں رکھتا کہ اس کمال میں اس کا کوئی شریک بھی ہو۔ پس درحقیقت یہ صفت خدا تعالیٰ کی ہے جو اپنے تئیں ہمیشہ وحدہٗ لاشریک دیکھنا چاہتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۳۹۰، نسیم دعوت صفحہ ۳۲)

قرآن کریم نے حسد سے بچنے کے لئے دعا سکھائی ہے، فرماتا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○ (سورۃ الفلق: ۲ تا ۶)

ہم ہر زمانہ کے مسلمان سے کہتے ہیں کہ تو دوسرے لوگوں سے کہتا چلا جا کہ میں مخلوقات کے رب سے اس کی پناہ طلب کرتا ہوں، اس کی ہر مخلوق کی ظاہری و باطنی برائی سے بچنے کے لئے اور اندھیرا کرنے والے کی شرارت سے بچنے کے لئے جب وہ اندھیرا کرتا ہے اور تمام ایسے نفوس کی شرارت سے بچنے کے لئے بھی جو باہمی تعلقات کی گرہ میں تعلق توڑنے کی نیت سے پھونکیں مارتا ہے اور ہر حاسد کی شرارت سے بھی جب وہ حسد پر تُل جاتا ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث "تمام گناہوں کی جڑ تین امور" اور اس کی آیات قرآنی، دیگر احادیث نبوی اور تحریرات و ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وضاحت سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح کھل کر سامنے آگئی ہے کہ تمام گناہ جن کا ارتکاب دنیا میں ہوتا ہے اس کی وجہ یا تکبر ہوگا یا حرص ہوگی یا حسد ہوگا افراد کے لڑائی جھگڑے، عہدیداروں سے عدم تعاون، احکام الٰہی سے لاپرواہی، حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی، مالی قربانیوں سے دریغ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کی خلاف ورزی غرضیکہ ہر نیکی کے کام میں غفلت اور سستی اور ہر بدی کے ارتکاب میں جرأت و دلیری کی وجہ یا تکبر ہوگا یا حرص ہوگی یا حسد ہوگا۔

لہٰذا جہاں ہر احمدی مرد اور ہر احمدی عورت کو تمام گناہوں کی جڑ تین امور سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرنی چاہئے وہاں ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمیں ان تینوں امور سے بچاکر رکھے اور مکارم اخلاق سے متصف کرے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ——— آمین

"بم کے گولے اور زلزلہ سے بھی زیادہ خوفناک بات یہ ہے کہ تم میں وحدت نہ ہو۔" (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ۔ بدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

آمد کی تعریف

مکرم ناظر صاحب بیت المال آمد ربوہ کے نام حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تحریر فرمودہ ایک خط کی روشنی میں آمد کی تعریف یہ ہوگی :

الف : مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والی مجموعی آمد کو آمد شمار کیا جائے گا۔ ہر چندہ دہندہ شرطِ تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اخلاص اور ضمیر کی کسوٹی پر باشرح چندہ ادا کرے گا۔ مکان وغیرہ کے کرائے اور اس قسم کی متفرق چیزیں وضع کرنا جائز نہیں ہوگا البتہ پیشہ ورانہ فرائض منصبی کی ادائیگی کے ضمن میں سفروں کے دوران ملنے والے زادِ راہ کو آمد سے مستثنیٰ شمار کیا جائے گا، سوائے اس کے کہ اس میں سے بچت ہو۔ اگر کوئی از خود چندہ ادا کرے تو مستحسن ہے۔

ب : اگر کوئی دوست چندہ کی ادائیگی یا شرح کے مطابق ادائیگی میں تنگی محسوس کریں تو وہ معین وجہ بیان کر کے امیر جماعت کے توسط سے خلیفۂ وقت سے جزوی یا کلّی معافی حاصل کر سکتے ہیں۔ اجازت لے کر شرح سے کم چندہ دینے والے ووٹ دینے کے تو حقدار رہیں گے لیکن ذمہ دار عہدوں پر ان کی تقرری یا انتخاب سے پہلے مرکز سے اجازت لینی ضروری ہوگی۔ یہ اس لئے کہ مبادا مالی کمزوری میں پیچھے رہنے والا عہدیدار دوسروں کے لئے غلط نمونہ نہ بن جائے۔

نوٹ : اس معافی کا اطلاق چندہ وصیت پر نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں کہ موصی شرح کے مطابق وصیت ادا نہ کر سکے اسے بامر مجبوری وصیت منسوخ کروا لینی چاہیئے۔

اگر جماعت کے علم میں کسی موصی کے متعلق کوئی ایسے قطعی شواہد آئیں جن سے غالب گمان ہو کہ چندہ دہندہ کا اپنے متعلق آمد کا فیصلہ غلط ہے اور بحیثیت موصی اس کا یہ فعل قابلِ گرفت ہے تو ایسے شخص کا معاملہ مجلس کارپرداز میں برائے غور پیش کیا جائے۔"

دستخط خلیفۃ المسیح الرابع

اعلان

احباب جماعت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ شعبہ رشتہ ناطہ قابل شادی بچوں بچیوں کی فہرستوں کو آخری شکل دے رہا ہے اسلئے ایسے دوست جو اپنے بچوں بچیوں

بقیہ صفحہ ۹ سے واقفین نو

خوب اچھی طرح ذہن نشین کریں اور اپنے کردار میں ایک پاکیزہ تبدیلی پیدا کریں تاکہ آپ کی یہ پاکیزہ تبدیلی اگلی نسلوں کی اصلاح اور ان کی روحانی ترقی کے لئے کھاد کا کام دے اور بنیادوں کا کام دے جس پر عظیم عمارتیں تعمیر ہوں گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء)

تقویٰ ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ آپ یہ بچے شروع ہی سے خدا کے سپرد کر سکتے ہیں اور درمیان کے سارے واسطے اور سارے مراحل ہٹ جائیں گے۔ رسمی طور پر تحریک جدید سے بھی واسطہ رہے گا اور نظام جماعت سے بھی واسطہ رہے گا مگر فی الحقیقت بچپن ہی سے جو بچے آپ خدا کی گود میں لا ڈالیں گے خدا خود ان کو سنبھالتا ہے اور خود ہی ان کا انتظام فرماتا ہے، خود ہی ان کی نگہداشت کرتا ہے جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدا نے نگہداشت فرمائی۔ آپ لکھتے ہیں ؎

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثلِ طفلِ شیر خوار

... **پس ایک ہی راہ ہے اور صرف ایک ہی راہ ہے کہ ہم اپنے وجود کو اور اپنے واقفین کے وجود کو خدا کے سپرد کر دیں اور خدا کے ہاتھوں میں کھیلنے لگیں"۔**

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء)

کیلئے موزوں رشتوں کے خواہشمند ہیں وہ براہ کرم بچوں بچیوں کے تفصیلی کوائف خاکسار کو بھجوا دیں۔ مناسب ہوگا اگر تازہ تصاویر بھی بھجوا دیں اس طرح غیر ضروری تاخیر نہیں ہوگی اور وقت کی بچت ہوگی۔

آفتاب احمد بسمل۔ نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ

31090 FRANKLIN RD.
FRANKLIN, MI. 48025
ٹیلیفون نمبر: 313-932-2559

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

واجعل لي من لدنك سلطاناً نصيراً

إنا فتحنا لك فتحاً مبيناً

ولقد نصركم الله ببدر وأنتم أذلة

خلیفۃ المسیح الرابع

امام جماعت احمدیہ

لندن
8.7.94

پیارے مکرم امیر صاحب جماعت امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"النور" کا ماہ جون کا شمارہ ملا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

ماشاء اللہ بہت اچھا، دیدہ زیب اور عمدہ مضامین پر مشتمل رسالہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو نافع الناس بنائے اور کارکنان کو بیش از بیش خدمات کی توفیق بخشے۔ تمام معاونین کو محبت بھرا سلام۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی والی فعال زندگی عطا فرمائے۔

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الرابع